

حسن الظہار فی تحقیق الآثار

لفظ امام کی

عرف

شرعی تحقیق

مجلد

ترجمہ و تفسیر

مکتبہ المدینہ

پروفیسر امجد علی شاہ

پیشکش کنندہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# حُسْنُ النِّظَامِ فِي تَحْقِيقِ الْإِمَامِ عرف

لفظ امام کی شرعی تحقیق

شیخ التفسیر والحديث، حضور فیض ملت

ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی

رضوی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ

بیملک

فیض ملت ریسرچ سینٹر

03352971866

[faizemillatrc@gmail.com](mailto:faizemillatrc@gmail.com)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

اما بعد! فقیر ابھی مدینہ طیبہ کی حاضری کے بعد بہاول پور میں پہنچا ہی تھا کہ عزیزم محمد ذیشان  
وعزیزم محمد فیصل توصیتی تشریف لائے اور یہ تڑپ لے کر پہنچے کہ اویسی کی تصانیف کی  
اشاعت کریں۔ فقیر نے سردست انہیں دور سالے پیش کر دیئے۔ عزیزوں کی دینی،  
اسلامی اشاعت کا جذبہ قابل صد ستائش ہے کہ اتنا طویل سفر صرف اشاعتِ اسلام کے لئے  
جس کا انہیں قدم قدم پر اللہ تعالیٰ بے شمار اجر و ثواب عطا فرمائے گا اور فقیر کی دلی دعا ہے  
کہ ان عزیزوں کی عمرو عمل میں برکت ہو، دنیا میں سرخروئی اور عزت کی زندگی بسر ہو اور  
آخرت میں انہیں اور سب کو شفاعت حبیب اکرم ﷺ نصیب ہو۔

فقط والسلام

مدینہ کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۲ شوال ۱۴۲۰ھ، ۳۰ جنوری ۲۰۰۰ء بروز اتوار

## پیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
تَحْمِذُهُ وَتُصَلِّيَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

برادران ملت شیعہ نے امامت کا مسئلہ اس لئے گھڑا تھا کہ کسی طرح نبوت کا عقیدہ ذہن سے اتر جائے اور انبیاء کی شان کم ہو۔ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ پارٹی اپنے عقائد و مسائل کو بجائے قرآن مجید سے ثابت کرنے کے اپنے افسانے گھڑتے ہیں اور یہ نہ ہی قرآن مجید کو مانتے ہیں اور نہ ہی رسول خدا ﷺ کی حدیثیں کو، جو کہ غیر معصومین سے منقول ہیں۔ اس لئے وہ یہ حدیثیں نہیں لیتے کہ پھر غیر معصومین کا اتباع بھی کیا جائے اور غیر معصومین کی نقل کی ہوئی روایات بھی لی جائیں مگر رسول کی نہیں بلکہ ائمہ کی اور وہ بھی ائمہ کی نہیں ہیں بلکہ من گھڑت افسانے ہیں۔ بہر کیف اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ لفظ امام کے جو معنی شیعوں نے گڑھے ہیں قرآن مجید میں کہیں سے ان کا ثبوت نہیں ملتا۔

قرآن مجید میں ایک دو جگہ نہیں بارہ جگہ لفظ امام کا استعمال ہوا ہے مگر ان مقامات پر کہیں بھی امام کا وہ مفہوم نہیں جو شیعوں کا گھڑا ہوا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ امام کے جو معنی اور اس کی ضرورت شیعہ بیان کرتے ہیں وہ سب ان کی خانہ ساز ہے قرآن مجید میں ان کا ثبوت نہیں ملتا۔

جب اس کا ثبوت قرآن مجید میں نہیں تو لازماً ماننا پڑا کہ مسئلہ امامت شیعہ کا خانہ ساز ہے۔ ہاں مسئلہ خلافت کا ذکر قرآن مجید میں ہے لیکن جیسے قرآن مجید کا منشاء ہے شیعہ اس کے خلاف چلتے ہیں۔ اس سے یقین کیجئے کہ بانیان مذہب شیعہ کا اصلی مقصد دین اسلام کو مسخ کرنا تھا اسی لئے وہ مسلمانوں کے لباس میں آکر اپنی کاروائیاں کر رہے تھے لہذا انہوں نے

ایک طرف تو قرآن کو مُحَرَّف<sup>1</sup> کہنا شروع کیا دو ہزار سے زیادہ روایتیں قرآن میں ہر قسم کے تحریف کی تصنیف کر لیں اور دوسری طرف قرآن کو معمر اور چیتان<sup>2</sup> مشہور کیا۔ تیسری طرف تمام صحابہ کرام کو کاذب قرار دیا تاکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات اور تعلیمات جو صحابہ کرام سے منقول ہیں قابل اعتبار نہ رہیں اور چوتھی طرف یہ کاروائی کی کہ رسول خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد بارہ شخص آپ کے مثل معصوم اور مُفْتَرَضُ الطَّاعَتِ<sup>3</sup> تجویز کئے اور ان کے اختیارات یہ بیان کئے کہ

فہم یحلون ما یشاؤون ویحرمون ما یشاؤون<sup>4</sup>۔

یہ ائمہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں۔

تاکہ مسلمانوں کو رسول خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اِسْتِغْنَا<sup>5</sup> ہو جائے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو بانیان مذہب شیعہ کے اصل مقصود کو آشکارا کر رہی ہیں کہ ان کا اصلی مقصد دین حق کو مسخ کرنا ہے اور بس۔ ان کے اصلی چہرے کو پھر غور سے دیکھئے کہ جس کتاب سے دین حاصل ہوا تو وہ ان کے نزدیک مُحَرَّف اور جن صحابہ سے دین ملا وہ کافر یا کم از کم نہ مومن نہ کافر تو پھر ان کا کیا اعتبار۔ چنانچہ شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکونے لکھا ہے کہ

1 بدل ہوا، تحریف کیا گیا

2 بیکلی

3 جس کی اطاعت اور پیروی از روئے شرع لازم ہو

4 الکافی الکلبینی، کتاب الحجۃ، ابواب التاریخ، باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته، صفحہ 279، المطبع

العالیٰ نولکشور

5 بے پروائی

”مذہب شیعہ نہ تو جناب ابو بکر و عمر کو مشرک سمجھتا ہے اور نہ ہی ان کے پیروکاروں کو، ہاں البتہ یہ درست ہے کہ خلافت و امامت کے عہدہ جلیلہ کے لئے جس ایمانِ کامل کی ضرورت ہے وہ ان حضرات کو اس طرح کا مومن کامل نہیں سمجھتا“

یہ بھی عجیب مسئلہ ہے کہ نہ کافر کہتے ہیں اور نہ مومن اور جب خلفائے ثلاثہ شیعہ مذہب کی رو سے مومن نہیں العیاذ باللہ تو سنی مسلمان ان کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت عثمان ذوالنورین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو خلیفہ برحق اور قطعی جنتی مانتے ہیں۔

یہی مولوی محمد حسین ڈھکواٹ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے متعلق لکھتا ہے کہ

”باقی رہا مولف کا یہ کہنا کہ عائشہ مومنوں کی ماں ہیں ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے؟ مگر اس سے اس کا مومنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا“<sup>6</sup>

اس پر مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ”چشمہ نور افزا“ کا مطالعہ کیجئے۔ اس رسالہ میں تو صرف لفظ امام کی تحقیق مطلوب ہے۔ وہ فقیر اپنی استطاعت پر چند سطور ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

مگر قبول افتد زہے عز و شرف

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَأَخْصِيَاءِهِ أَتَّجِدُونَ

۱۵ ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ، ۲۴ اگست ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک

6 تجلیات صداقت بحوالہ آفتاب ہدایت، صفحہ 383، ناشر عباس بک انجمنی درگاہ حضرت عباس، رستم نگر لکھنؤ (انڈیا)

7 تجلیات صداقت بحوالہ آفتاب ہدایت، صفحہ 546، ناشر عباس بک انجمنی درگاہ حضرت عباس، رستم نگر لکھنؤ (انڈیا)

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي ارسل الانبياء والمرسلين لهداية الناس والعالمين ورضيهم قدوة في الاسلام والدين والصلوة والسلام على حبيبه الذي خاتم النبيين وعلى اله وصحبه الذين جعلهم ائمة وجعلهم الوارثين وعلى من تبعهم الى يوم الدين

اما بعد! فقیر اویسی غفرلہ نے شیعہ مذہب میں لفظ امام کا خوب چرچا پڑھا، سنا۔ یقین کیجئے کہ ان کے عقائد کا اصل سرچشمہ بھی امامت ہے۔ اگر اہل انصاف صرف سمجھ لیں تو پچشم بصیرت واضح اور روشن تر از شمس دیکھ لیں گے کہ واقعی شیعہ کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک افسانہ ہے جسے افسانہ نگار محض ڈرامہ بنا کر دکھاتا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے فقیر یہ دکھانا چاہتا ہے کہ لفظ امام کے معنی قرآن شریف میں کیا ہیں اور شیعوں نے کیا گڑھے ہیں اور شیعوں کا اصلی مقصد اس ایجاد سے کیا ہے؟

### «شیعہ کا امام»

شیعہ کہتے ہیں کہ مسئلہ امامت اصول دین میں ہے اور اس مسئلہ کی ایجاد پر ان کو اس قدر ناز ہے کہ اگر ان کو امامیہ کہا جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔

### «سنی کا امام»

اہلسنت کہتے ہیں کہ شیعوں کا مفروضہ مسئلہ امامت دین الہی کی سخت ترین بغاوت ہے کہ یہ لوگ ائمہ کو معصوم مانتے ہیں اور انہیں انبیاء علیہم السلام پر ترجیح دیتے ہیں لیکن سنی کے نزدیک یہ ہے جو نبی علیہ وعلى اللہ الصلاۃ والسلام کا غلام ہے وہ ہمارا امام ہے۔

»فائدہ« یاد رہے کہ شیعہ مسئلہ امامت کی ضرورت کو بڑی طمع سازی کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو دکھاتے ہیں کہ انہوں نے بڑی احتیاط سے دینداری کو اختیار کیا ہے حالانکہ اسلام میں نظریہ امامت بمطابق مذہب شیعہ کو کوئی گنجائش نہیں ہاں خلافت ایک اسلامی مسئلہ مسلم ہے۔

### »مقدمہ«

امام کا لغوی معنی ”الامام اسم مایؤنم بہ“ امام جس کی اقتداء کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا

میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔<sup>8</sup>

یعنی آپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کو لوگ اپنا مقتداء سمجھ کر ان کی پیروی کریں اور کتاب کو بھی امام کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ کتاب الہی میں جو احکام مذکور ہوں گے ان کی اقتداء کی

جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ

جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔<sup>9</sup>

اور فرمایا

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ<sup>10</sup>

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔<sup>10</sup>



یعنی لوح محفوظ ہے اور وہ بھی ایک کتاب ہے اور راستے کو بھی امام کہتے ہیں اس لئے کہ مسافر اس کی اقتداء کرتا ہوا منزل مقصود تک پہنچتا ہے اور ”مطمرا البناء امام و هو الزیج“ یعنی وہ دھاگہ جسے تعمیر کرنے والا مستری مکانات بنانے میں استعمال کرتا ہے، کو بھی امام کہتے ہیں، وہ (فارسی لفظ) کا معرب ہے۔<sup>11</sup>

### «اطلاق لفظ امام کہاں کہاں»

اسی مناسبت سے ہم اہلسنت ہر ذی قدر علمی فہمی شخصیت کو امام کہا کرتے ہیں جیسے امام ابو حنیفہ، امام حسن بصری، امام سیبویہ اور امام بخاری وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ جو بھی نیکی کی رہبری کرے ہمارا امام ہے۔ یہاں تک کہ نماز پڑھانے والے کو ہم امام کہا کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ «ازالہ وہم» شیعہ کے نزدیک چونکہ امام کا مرتبہ اور شان نبی سے بھی بڑھ کر ہے اسی لئے ایسے اطلاق پر عوام اہلسنت کو بہکاتے ہیں کہ دیکھو تمہارے امام یہ ہیں وہ ہیں اور ہمارے امام تو صرف اور صرف اہل بیت کے چشم و چراغ اور ساداتِ کرام ہیں اور بس۔ یہ ان کی چالاکی و عیاری ہے ورنہ قرآن مجید اور احادیث میں اس کا تقدس مذکور ہوتا حالانکہ قرآن مجید میں کفار کے لیڈروں تک ”أَيُّهَا الْكُفَرُ“ کا اطلاق فرمایا گیا ہے۔ تفصیل آتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ

## «شیعہ کا مؤقف»

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اگر انہیں کا مثل کوئی معصوم دنیا میں موجود نہ ہو اور رسول کی طرح اس کی اطاعت لوگوں پر فرض نہ ہو تو لوگوں کو ہدایت کس سے حاصل ہوگی۔ غیر معصوم کی اتباع میں سوائے گمراہی کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ غیر معصوم سے ہر وقت خطا کا صادر ہونا ممکن ہے۔ لہذا ضروری ہوا کہ رسول کے بعد ہر زمانے میں قیامت تک ایک معصوم مُفْتَخَضُ الطَّاعَتِ دنیا میں موجود رہے تاکہ سعادت مند لوگ اس سے دین حاصل کریں اور خدا کی حجت بندوں پر قائم رہے۔ اسی معصوم مُفْتَخَضُ الطَّاعَتِ کو جو ہر صفت میں رسول کا مثل ہے، امام کہتے ہیں۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد قیامت تک کے لئے خدا کی طرف سے بارہ امام مقرر ہو چکے ہیں اور بارہویں امام پر دنیا کا خاتمہ ہے۔

## «اہلسنت کا مؤقف»

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہدایت خلق اور بندوں پر حجت قائم رکھنے کے لئے دو چیزیں کافی ہیں جو قیامت تک موجود رہیں گی۔ قرآن اور سنت یہی دو ثقلین ہیں جن کے اتباع کا رسول خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حکم دے گئے اور فرما گئے کہ ان کے اتباع کرنے سے ہر گز گمراہی تم میں نہ آئے گی اور یہ بھی فرما گئے کہ یہ دونوں چیزیں قیامت تک دنیا میں موجود رہیں گی لہذا آپ کے بعد نہ کسی کو آپ کا مثل اور معصوم مُفْتَخَضُ الطَّاعَتِ ماننے کی ضرورت ہے اور نہ کسی غیر معصوم کے اتباع کی حاجت۔

»«قاعدہ» یہ بھی ضروری ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو شاہانہ اقتدار کے ساتھ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نائب بن کر دین کے ان مہمات کو انجام دیتا ہے جن کی انجام دہی بغیر شاہانہ اقتدار کے نہیں ہو سکتی مگر اس شخص کے معصوم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ رسول کی طرح دین کا ماخذ نہیں۔ قرآن و سنت کی پیروی جس طرح اور مسلمانوں پر فرض ہے بالکل اسی طرح اس شخص پر بھی ہے دین میں ذرہ برابر تغیر و تبدل کرنے کا اس شخص کو اختیار نہیں۔ نہ حرام کو حلال کر سکتا ہے اور نہ حلال کو حرام۔ اس شخص کی اطاعت بھی صرف انہی باتوں میں ضروری ہے جو قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو جیسا کہ آیت ”أُولِی الْأَمْرِ“ میں اس کو صاف ارشاد فرمایا ہے اسی شخص کو خلیفہ یا امام کہتے ہیں۔

»«قاعدہ» خلیفہ یا امام کا انتخاب بھی امت کے ذمہ ہے بالکل اسی طرح جیسے امام نماز کا تقرر مقتدیوں کے ذمہ ہے۔ اگر امت کسی نااہل شخص کو خلافت کے لئے انتخاب کرے تو گنہگار ہوگی جس طرح مقتدی کسی نااہل کو امام بنالینے سے گنہگار ہوتے ہیں۔

»«فائدہ» اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ وہابی، دیوبندی، مرزائی وغیرہ بد عقیدہ امام بنانا گناہ ہے جو ان کے بد عقائد کو معلوم کر لینے کے باوجود بھی ان کو امامت سے نہیں ہٹاتے وہ سخت مجرم ہیں قیامت میں ان سے سخت محاسبہ ہوگا کہ معمولی سی غفلت سے بی شمار نمازیوں کی نمازیں برباد ہوئیں اور اس بد عقیدہ کی بُری صحبت وغیرہ سے لوگ بد عقیدہ ہوئے۔ ایسے ہی داڑھی منڈے اور قبضہ سے کم رکھنے والے اور دیگر فسادِ ائمہ و حفاظ کو امامت پر کھڑا کرنے والے یا انہیں امامت سے نہ ہٹانے والے گنہگار ہوتے ہیں۔

## «أصول شیعہ»

شیعہ مذہب میں امامت کا ماننا اصول دین سے ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں  
(۱) مذہب اثنا عشری دینیات کی پہلی کتاب ۱۹۲ء صفحہ ۱۶ پر اصول دین کے تحت لکھا ہے  
کہ جو خدا کو وحدہ لا شریک اور عادل نہ جانے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی نہ سمجھے،  
بارہ اماموں کی امامت کا قائل نہ ہو اور قیامت کا اعتقاد نہ رکھتا ہو کافر ہے مسلمان نہیں۔

(مطبوعہ کتب خانہ اثنا عشری موچی دروازہ، لاہور)

«فائدہ» اس کتاب پر مشہور شیعہ مجتہد علامہ حارّی لاہوری اور مرزا احمد علی  
امر تسری کی بھی تقریظ درج ہے۔ شیعہ مذہب کے رئیس المحدثین ابن بابویہ قمی المعروف  
بہ شیخ صدوق مصنف من لا یحضرہ الفقیہ نے اپنی کتاب اعتقادات میں لکھا ہے  
واعتقادنا فیمن جحد امامة امیر المؤمنین علی والأئمة من بعده علیہم السلام  
أنه بمنزلة من جحد نبوة جمیع الأنبياء علیہم السلام<sup>۱۲</sup>۔  
ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ جو شخص حضرت امیر المؤمنین علی اور دیگر ائمہ طاہرین کی امامت  
و خلافت کا منکر ہے وہ بمنزلہ ایسے شخص کی مانند ہے جس نے تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کیا  
ہو۔

«نتیجہ» اس سے لازم آیا کہ جو شخص عقیدہ امامت نہ مانے وہ اسی طرح غیر مسلم  
اور کافر ہے جو توحید اور نبوت کو نہیں مانتا کیونکہ مذکورہ عبارت میں امامت کو توحید و نبوت  
وغیرہ کی طرح اصول دین میں شامل کیا گیا ہے حالانکہ سوائے شیعہ کے امت مسلمہ میں

۱۲ الاعتقادات، باب الاعتقاد فی الظالمین، صفحہ ۲۲۱، مؤسسة الامام الہادی قم ایران

سے کوئی بھی اس طرح کے عقیدہ امامت کا قائل نہیں ہے لیکن شیعہ نہ ماننے والوں کو کافرو مرتد سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خوارج کی طرح یہ فرقہ اپنے سوا باقی تمام اُمت کو یہاں تک کہ صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بہت سے افراد کو بھی کافر اور بے ایمان کہتے ہیں۔

جانین کے دلائل اور جوابات آگے چل کر عرض کروں گا۔ یہاں یہ دکھانا ہے کہ لفظ امام قرآن مجید میں کن معنوں میں آیا ہے۔

## باب اول

### «آیت قرآنی»

فَقَاتِلُوا آيَةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ﴿١٣﴾

ترجمہ: تو کفر کے سرغنوں سے لڑو بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آجائیں۔

«فائدہ» اس آیت میں حق تعالیٰ نے کافروں کے سرداروں کو امام فرمایا بوجہ اس لیے کہ وہ کافروں کے پیشوا تھے، کافر لوگ ان کی اتباع کرتے تھے۔ ہمارا شیعوں پر سوال ہے کہ اگر لفظ امام اتنا مقدس ہے جتنا تم نے بنا رکھا ہے کہ لفظ نبی سے بھی بڑھ کر ہے تو پھر کفر پر اس کا اطلاق کیوں؟ کیا لفظ نبی کا اطلاق کبھی کفر پر آیا ہے مثلاً «انبياء الكفر» کہا جاسکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ لفظ امام مخصوص اصطلاح نہیں بلکہ گروہی اور من گھڑت افسانہ ہے۔

وَجَعَلْنَهُمْ آيَةً يُدْعَوْنَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا يُنصَرُونَ ﴿٣١﴾<sup>14</sup>

ترجمہ: اور انہیں ہم نے دوزخیوں کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ ہوگی۔

» «فائدہ» آیت میں ائمہ سے مراد فرعون اور اس کی قوم کے سردار ہیں جن کا پہلا ذکر ہے لیکن رسالہ ”عکس چمن“ کے سرورق پر آیت مذکورہ مع ترجمہ یوں لکھی ہے

وَجَعَلْنَهُمْ آيَةً يُدْعَوْنَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا يُنصَرُونَ ﴿٣١﴾

دنیا میں امام دو طرح کے ہوتے ہیں کچھ وہ جو خود جنت میں جاتے ہیں اور اپنی پیروی کرنے والوں کو بھی جنت میں لے جاتے ہیں اور کچھ وہ امام جو خود دوزخ میں جاتے ہیں اور اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی دوزخ کا راستہ دکھاتے ہیں۔

(رسالہ عکس چمن کراچی محرم کے ایڈیشن سرورق پر ایڈیٹر کا نام سید ریاض حیدر نقوی لکھا ہے)

» «تبصرہ اویسی» شیعوں سے فقیر کا سوال ہے کہ جب لفظ امام کا مرتبہ نبی سے بھی اونچا ہے تو فرعون اور اس جیسے اور بد بختوں پر اس کا اطلاق کیوں، کیا لفظ نبی کا اطلاق کسی کافر کے لئے آیا ہے؟

جب لفظ نبی مقدس ہے تو اس پر کافروں کے لیڈروں کا اطلاق نہیں ہوا تو امام پر نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے تو لازم آیا کہ

این ہمہ آورده تست<sup>15</sup>

وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَى إِمَامًا وَرَحْمَةً

اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب (یعنی توریت) پیشوا اور رحمت۔

(یہ آیت دو جگہ ہے۔ اول سورہ ہود بارہویں پارہ<sup>16</sup> میں دوسرے سورہ انفک تھیسویں پارے میں)<sup>17</sup>

«فائدہ» اس آیت میں خدا نے کتاب کو امام فرمایا اس لئے کہ وہ لوگوں کی پیشوا ہے

لوگ اس کا اتباع کرتے ہیں۔

«شیعہ کے ایک اعتراض کا جواب»

شیعہ ہمیشہ حدیث ”مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ الْخ“<sup>18</sup> پیش کر کے عوام اہلسنت کو پریشان کرتے ہیں کہ ہمارا امام زمان تو ہے (یعنی ڈرپوک اور چھپا ہوا امام جعلی و خیالی مہدی) اور تمہارا امام کون اور کہاں تو ہم انہیں بہت سے جوابات میں سے ایک جواب یہ بھی دیتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ امام زمان سے آسمانی کتاب مراد ہو اور مطلب حدیث کا یہ ہو کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام یعنی اپنے زمانہ کی کتاب اللہ کو نہ پہچانتا ہو یعنی اس پر ایمان نہ رکھتا ہو وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور کتاب پر امام کا اطلاق اس آیت میں ہوا ہے کہ امام سے تورات مراد ہے۔ پھر جب ان کی پیش کردہ دلیل ”مَنْ لَمْ يَعْرِفْ الْخ“ محتمل ہے تو دعویٰ ثابت نہ ہوا کیونکہ علم مناظرہ کا مسلم ضابطہ ہے

16 ہود: 11/17

17 انفک: 46/12

18 وسائل الشیعة الى تعصيل مسائل الشريعة . کتاب الامر والنہی . باب تحریم تسمیة المہدی وسائر الائمة  
وذكرهم وقت التقيّة وجواز ذلك مع عدم الخوف . رقم الحديث 21475 . الجزء صفحہ 246 . مؤسسة آل  
البيت لاحیاء التراث قم ایران

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال<sup>19</sup>

وَأَتَاهُمَا لِيَأْمُرَا بِمُبِينٍ ﴿٢٠﴾

با تحقیق وہ دونوں بستیاں امام مبین یعنی شارع عام پر ہیں

»«فائدہ»« دو بستیوں پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا ان کا ذکر اس آیت میں ہے۔ اس

آیت میں سڑک کو اللہ تعالیٰ نے امام فرمایا اس لئے کہ مسافر اس کا اتباع کرتے ہیں۔

وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُهْدُونَ بِأَمْرِنَا۔<sup>21</sup>

اور ہم نے انہیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں۔

»«فائدہ»« اس آیت میں حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسحاق،

حضرت یعقوب علیہم السلام کو امام فرمایا۔ شیعوں کے معنی یہاں بھی نہیں ہیں یہاں امامت

بمعنی نبوت ہیں۔

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ

وَأَجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٢٢﴾

اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے

آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

19 جب احتمال آگیا تو استدلال باطل ہو گیا

20 حجر: 15/79

21 انبیاء: 21/73

22 فرقان: 25/74



«فائدہ» اس آیت میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ ترغیب دی ہے کہ تم ہم سے یہ دعا مانگا کرو۔ اس دعا میں اپنے لئے امامت کی درخواست بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ شیعوں کے مفروضہ معنی کی بناء پر اپنے لئے امامت کی دعا مانگنا اسی طرح ناجائز ہے جس طرح اپنے لئے نبوت کی درخواست کرنا۔ لہذا یہاں بھی امامت سے مطلق پیشوائی ہے شیعوں کی اصطلاحی امامت مراد نہیں۔

«لطیفہ» آیت مذکورہ میں بندوں کی دعا میں مذکور ہے واقع ہے کہ وہ اپنی ذریات و ازواج کے لئے دعا مانگیں کہ وہ امام بن جائیں اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا رد نہیں کرتا اور وہ ایسی دعا کا حکم نہیں فرماتا جو اس کے قانون کے خلاف ہو۔ اس سے شیعہ کا خوب رد ہوا اور مسلک اہلسنت کی کھلے الفاظ سے تائید ہوئی کیونکہ شیعوں کے نزدیک عورت امام نہیں ہو سکتی اور امام صرف بارہ ہیں اور آیت پر غور فرمائیں کہ اس میں عورتوں اور بچوں کو اور دنیائے اسلام کے تمام نیک لوگوں کو امام بتایا گیا ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ لفظ امام صرف ائمہ اثنا عشر سے مخصوص نہیں یہ عام ہے خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی اور وہ چھوٹا ہو یا بڑا وغیرہ وغیرہ۔

### «شیعہ کو جب مشکل آن پڑی»

اس آیت میں شیعوں کو بڑی مشکل نظر آئی کہ امامت تو ایک ایسی چیز ہو جاتی ہے جس کی ہر شخص تمنا کر سکتا ہے بلکہ کرنی چاہیے لہذا انہوں نے فوراً امام جعفر صادق رَضِيَ اللہ عَنْہُ کے نام سے ایک روایت گھڑ لی۔ وہ یہ ہے

وَقَرِئَ عِنْدَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا) فَقَالَ قَدْ سَأَلُوا اللَّهَ عَظِيمًا أَنْ يَجْعَلَهُمْ

للمتقين أئمة ! فقیل له کیف هذا یا بن رسول الله؟ قال انما انزل الله "الذين يقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرۃ اعین واجعل لنا من المتقين إماماً"۔<sup>23</sup>

امام جعفر کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو امام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے بڑا سوال کیا کہ انہیں متقیوں کا امام بنایا جائے تو ان سے پوچھا گیا اے ابن رسول یہ آیت کس طرح نازل ہوئی تھی؟ امام نے فرمایا یہ آیت اس طرح تھی "واجعل لنا من المتقين إماماً" یعنی متقیوں میں سے ایک امام ہمارے لئے بنا ہے۔

«یک نشد و شد»

شیعوں سے میرا سوال ہے کہ بتاؤ یہ قول جعفری صحیح ہے۔ اگر جواب دیں کہ صحیح ہے تو پھر اہلسنت سچ کہتے ہیں کہ تم شیعہ موجود قرآن کو نہیں مانتے۔ اگر جواب دیں کہ یہ قول من گھڑت ہے تو پھر الحمد للہ ہم حق بجانب ہیں کہ شیعہ مذہب ایک افسانہ ہے کہ جی آیا تو بات بنالی اور پھر بوقت ضرورت اس کا انکار بھی کر دیا۔

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً  
وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ<sup>24</sup>

اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں پر احسان فرمائیں اور ان کو پیشوا بنائیں اور ان کے ملک و مال کا انہیں کو وارث بنائیں۔

23 تفسیر القی، سورۃ الفرقان، آیت 74، الجزء 2، صفحہ 117، مؤسسة دارالکتاب قم ایران

24 قصص: 28/5

«فائدہ» آیت میں بنی اسرائیل (قوم موسیٰ علیہ السلام) کو امام بنانے کی خوشخبری ہے اور نہ صرف خوشخبری بلکہ بنا کر دکھایا کہ تمام ملک مصر وغیرہ ان کے قبضہ میں دے دیا۔ ثابت ہوا کہ امام کا لفظ مطلق پیشوائی کے لئے بھی آیا ہے خواہ پیشوائی دینی ہو یا دنیوی۔ یہاں دنیوی پیشوائی مراد ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے فرعون کے بعد ہوا کہ فرعون اور فرعونوں کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل ان کے تمام املاک و اسباب کے مالک ہوئے اور دنیا نے دیکھا کہ فرعون کے بعد بنی اسرائیل نے کس طرح اس پیشوائی کو نبھایا۔ سو اس پیشوائی (امامت) کو عقیدہ امامت شیعہ سے کوئی واسطہ نہیں۔ اگر وہ اسے اپنا عقیدہ سمجھتے ہیں تو ہم ان کو مبارک باد پیش کرنے کو تیار ہیں۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ آيَةً يَهْتَدُونَ يَا مَرْيَمُ لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٣﴾<sup>25</sup>

ترجمہ: اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے جبکہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین لاتے تھے۔

«فائدہ» آیت میں بنی اسرائیل کا بیان ہے اور امام سے نبی مراد ہے۔ اس لئے کہ احکام خداوندی کی ہدایت کرنا انبیاء علیہم السلام کا کام ہے۔ پھر اسی مضمون میں آگے بتایا گیا ہے کہ یہ ائمہ یعنی انبیاء وہ ہیں جنہیں وحی کا نزول ہوتا ہے تو یہ قرینہ بتاتا ہے کہ یہاں امامت بمعنی نبوت ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَرَهُمْ ۚ وَكُلُّ شَيْءٍ  
أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿٢٦﴾

ترجمہ: بیشک ہم زندہ کرتے ہیں مردوں کو اور تمام کاموں کو لکھتے ہیں جو لوگوں نے آگے بھیجے اور ان کی پیچھے چھوڑی ہوئی چیزوں کو اور ہر چیز کو ہم نے ایک روشن امام یعنی کتاب (لوح محفوظ) میں گھیر دیا ہے۔

«فائدہ» آیت میں لفظ امام کا اطلاق کتاب پر آیا ہے لیکن یہاں کتاب سے یا لوح

محفوظ مراد ہے یا اعمالنامہ، جیسے دوسری آیت سے اسی معنی کی تائید ہوتی ہے۔ فرمایا

وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٢٧﴾

اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک صاف بتانے والی کتاب میں ہے

لوح محفوظ کا امام ہونا ظاہر ہے اور اعمالنامہ اس لئے کہ وہ ایک قسم کا پیشوا ہے اور اسی کے مطابق انسانی جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۚ ﴿٢٨﴾

جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

«تبصرہ اویسی» آیت میں لفظ امام کے کئی وجوہ بتائے گئے ہیں۔ ان میں

ایک وجہ امام بمعنی نبی (عَلَيْهِ السَّلَام) ہے۔

## «رسول امام»

ہر قوم کا نبی اپنی قوم کا امام ہوتا ہے کیونکہ قیامت میں ہر امت اپنے پیغمبر کے ساتھ بلائی جائے گی۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٩﴾

اور ہر امت میں ایک رسول ہو جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ان پر انصاف کا فیصلہ کر دیا جاتا اور ان پر ظلم نہ ہوتا۔

(۲) امام ہدایت و ضلالت یعنی مرشد ان کرام اور گمراہوں کے لیڈر۔

(۳) اعمال نامہ وغیرہ وغیرہ۔

ان معانی پر امام کا اطلاق بھی شیعوں کی اصطلاح مخصوص کی تردید کرتا ہے۔

وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَتْهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴿٣٠﴾

اور جبکہ ابراہیم کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور ابراہیم نے ان باتوں کو پورا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ ابراہیم نے کہا اور میری اولاد میں سے بھی (کچھ لوگوں کو امام بنا) اللہ نے فرمایا کہ میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔

«فائدہ» اس آیت میں یہ بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام امتحان خداوندی میں کامیاب ہوئے تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا امام بنانا چاہتا ہوں۔ حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد کو بھی اس نعمت میں شریک کرنا چاہا تو حق تعالیٰ نے ان کو خبر دی کہ تمہاری اولاد میں ظالم اور عادل دونوں قسم کے لوگ ہوں گے ظالموں کو یہ نعمت نہ ملے گی۔ «از اللہ وہم» شیعوں نے اس آیت میں بہت ہاتھ پیر مارے ہیں اور سعی خام کی کہ صحابہ ثلاثہ امامت کے لائق نہ تھے اس لئے کہ (معاذ اللہ) وہ ظالم تھے۔ حالانکہ یہ ان کا دعویٰ بلا دلیل ہے اس لئے کہ آیت کا مضمون خود بتاتا ہے کہ امام سے مراد یہاں نبی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کا نبی بنایا نہ کہ شیعہ کا اصطلاحی امام اور اسی نبوت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے درخواست کر دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ایسی امامت یعنی نبوت ظالموں کو نہیں ملتی اور ظاہر ہے کہ نبوت ایک اعلیٰ عہدہ ہے اسی لئے اس کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے لیکن نبوت کے علاوہ عصمت کا عقیدہ صرف اور صرف شیعوں کا ہے اور بس۔ اس آیت کے مزید جوابات فقیر کی کتاب ”احسن التحرير“ میں دیکھئے۔

### «استدلال از حقیقت حال»

مذکورہ بالا آیات کہ جن میں لفظ امام واقع ہے کسی جگہ بھی شیعوں کے مفروضہ معنی نہیں بنتے۔ ان آیات میں امام مطلق پیشوا کے معنی میں ہے خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا۔ نبیوں پر بھی یہ لفظ بولا گیا ہے اور کافروں بدکاروں پر بھی لیکن شیعوں نے لفظ امام کو دیکھ کر مطلب براری کے لئے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار کر اپنا جی بہلا لیا۔ ورنہ یہ عقیدہ جتنی اہمیت (عند الشیعہ)

رکھتا ہے چاہیے تھا کہ اس کے لئے نصوص قطعیہ کا انبار ہوتا لیکن یہاں ایک آیت صریح تو بجائے خود اس کا اشارہ و کنایہ بھی نہیں ملتا۔

ہاں اہلسنت کے نزدیک نبوت توحید کے بعد بہت بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس کے لئے قرآن مجید کو شروع سے آخر تک پڑھیے تو سینکڑوں نصوص ملیں گی اور پھر اس کی اتباع و اطاعت پر بہت بڑا زور لگایا گیا ہے اس کے منکر کو سخت سے سخت و عیدیں سنائی گئی ہیں اس کی اتباع و اطاعت پر بہترین اور اعلیٰ مراتب اور جزا و ثواب کے وعدے ہیں بلکہ اس کی اطاعت کو عین توحید بتایا گیا۔ اس کی تعظیم و تکریم اس کی محبت و عقیدت عین محبت الہی کہا گیا بلکہ قرآن مجید بیاگ دہل شہادت دے رہا ہے کہ

اگر اس میں ہو کچھ خالی تو سب کچھ نامکمل ہے

وضاحت کے لئے چند آیات ملاحظہ ہوں

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ -<sup>31</sup>

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ<sup>32</sup>

تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ -<sup>33</sup>

31 آل عمران: 31/3

32 آل عمران: 32/3

33 النساء: 69/4

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ -<sup>34</sup>

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

غرضیکہ قرآن مجید اطاعت رسول پر بڑا زور دیتا ہے۔ بخلاف امام کے کہ اس کے لئے ایک آیت بھی صریح نہیں کہ جس کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہو۔ قرآن مجید میں ہر جگہ رسول (علیہ السلام) کی اطاعت کا حکم ہوا ہے۔ انہیں کے امر و نواہی کو واجب الاتباع قرار دیا گیا ہے۔ انہیں کی اطاعت کو فوز عظیم اور وعدہ جنت ہے قبر سے حشر تک انہیں کے متعلق سوال ہو گا۔

### «دعوتِ فکر»

شیعہ مذہب میں امام کا مرتبہ نبی سے افضل و اعلیٰ گردانا گیا ہے لیکن قرآن مجید میں سوائے رسول کے کسی کو واجب الطاعۃ و لازم اتباع نہیں فرمایا۔ اگر ہے تو وہ بھی ان کے قبیح ہونے کی حیثیت سے۔ ہمارا سوال ہے شیعہ کس دلیل سے امام کو نبی کے آگے بڑھاتے یا کم از کم ان کے برابر اسلام کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ صاحب فہم و فکر ان کے اس دعویٰ کو دیوانہ کی بڑی تصور کر سکتا ہے۔

«افتباہ» قرآن میں زسل کرام کی اطاعت کے متعلق دو سو آیات ہیں۔ ہمارا چیلنج

ہے کہ قرآن مجید میں اماموں کے متعلق دس بیس آیتیں نہ سہی ایک ہی آیت دکھادیں جس میں حکم ہو کہ یہ بارہ ائمہ انبیاء علیہم السلام کی طرح واجب الطاعت ہیں۔



«سوال» اللہ تعالیٰ نے اولوالامر کی اطاعت فرض فرمائی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں، پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔

«جواب» آیت میں خدا نے رسول کی اطاعت کے ساتھ اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے تو اس کے ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ اگر تم میں اور اولوالامر میں کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اس کا فیصلہ خدا اور رسول سے کراؤ جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اولوالامر کی اطاعت اسی وقت تک ہے جب تک وہ کوئی حکم خلاف شریعت نہ دے۔

«تائید سنی»

اگر کوئی اس آیت کو بنگاہ انصاف دیکھے تو بفضلہ تعالیٰ یہی آیت اہلسنت کی موید ہے کیونکہ اہلسنت نے کہا کہ خلفاء راشدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں کہ انہوں نے ملک و ملت کے اسی پیمانہ کو سامنے رکھ کر خدمت اسلام کی بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو اسی پیمانہ پر صحیح اترتا ہے اولی الامر (امام وقت) ہے اگر سرموہٹ کر ملک و ملت کی گدی سنبھالتا ہے تو دین کا ڈاکو اور اسلام کا باغی ہے۔ یہی سیدنا امام حسین رَضِیَ اللہ عَنْہُ و دیگر ائمہ اہل

بیت کا منشور تھا جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ جس حاکم کو صحیح دیکھا انہوں نے سر تسلیم خم کیا جس میں خامی دیکھی تو سر قلم کر دیا لیکن سر خم نہ کیا۔

«راز سر بستہ کا انکشاف»

اگر شیعہ کے پاس اس کا جواب نہ ہو تو فقیر اویسی عرض کر دے کہ شیعہ کے ائمہ کی اطاعت کا حکم ایک مخفی راز تھا جو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا قرآن میں درج ہوتا تو سر بستہ راز کھل جاتا اور یہ حکمت الہی کے خلاف ہے۔ فقیر کی ایک یہ عرض مبنی برحق ہے اگر اعتبار نہیں آتا تو لیجئے امام باقر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا ارشاد گرامی جسے یعقوب کلینی نے اصول کافی صفحہ ۴۸۷ مطبوعہ لکھنؤ میں لکھا کہ

«روایت نمبر 1»

قال أبو جعفر عليه السلام: ولاية الله أسرها إلى جبرئيل عليه السلام وأسرها جبرئيل إلى محمد صلى الله عليه وآله وأسرها محمد إلى علي وأسرها علي إلى من شاء الله، ثم أنتم تذيعون ذلك۔<sup>36</sup>

امام باقر عَلَيْهِ السَّلَام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ولایت (یعنی مسئلہ امامت) پوشیدہ طور پر خدا نے جبریل عَلَيْهِ السَّلَام سے بیان کیا اور جبریل عَلَيْهِ السَّلَام نے اس کو پوشیدہ طور پر محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ سے بیان کیا اور محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت علی عَلَيْهِ السَّلَام سے اس کو پوشیدہ طور پر بیان کیا مگر تم اس کو مشہور کر رہے ہو۔

36 الکافی الکلیفی، کتاب الایمان والکفر، باب الکتب، صفحہ 487، المطبع العالی نولکشور

«فائدہ» امام باقر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ مسئلہ امامت ایک ایسا راز ہے جس کو خدا نے صرف جبریل عَلَيْهِ السَّلَام سے بیان کیا کسی فرشتہ کو بھی اس کی خبر نہ دی اور جبریل نے بھی صرف حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے اس راز کو بیان کیا اور کسی نبی کو اس کی اطلاع نہیں ہونے پائی اور حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے بھی صرف جناب امیر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے اس پوشیدہ راز کو بیان کیا۔ فاطمہ اور حسنین کو بھی اس کی خبر نہیں ہونے دی جناب امیر نے البتہ جن کو اہل سمجھا ان سے بیان فرمایا مگر امام باقر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے نااہل شاگردوں نے اس راز کو طشت از بام کر دیا۔

«فائدہ» جب مسئلہ امامت ایسا راز سر بستہ تھا تو خدا تعالیٰ قرآن میں اس کو کیسے بیان کرتا لہذا قرآن میں صرف رسولوں کے بیان پر قناعت کی گئی۔  
«روایت نمبر 2»

أصول کافی کے اسی باب کی ایک اور روایت ملاحظہ ہو۔ امام جعفر صادق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا

مَا زَالَ سِرْنَا مَكْتُومًا حَقِّي صَارَ فِي يَدِي وَلَدَ كَيْسَانَ فَتَحَدَّثُوا بِهِ فِي الطَّرِيقِ وَقَرَى السَّوَادَ<sup>37</sup>

ہمارا راز یعنی مسئلہ امامت ہمیشہ پوشیدہ رہا یہاں تک کہ مکرو فریب کی اولاد کے ہاتھوں میں پہنچا اور انہوں نے اس کو راستوں میں اور عراق کی بستیوں میں بیان کرنا شروع کر دیا۔

37 کافی الکلیفی، کتاب الایمان والکفر، باب الکتیمان، صفحہ 486، المطبع العالمی نو لکھنؤ

امام جعفر صادق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ مسئلہ امامت اگلے پیغمبروں کے وقت میں کوئی نہ جانتا تھا۔ رسول خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ میں کسی کو اس کی خبر نہ تھی۔ حضرت علی و حسنین اور زین العابدین رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ کے زمانہ میں کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی مگر امام موصوف نے اپنے اور اپنے والد کے شاگردوں کو گالی دے کر فرمایا کہ انہوں نے اس کا چرچا کر دیا۔

»«فائدہ»« کتب شیعہ میں یہ تصریح بھی موجود ہے کہ خاندانِ نبوت کے لوگ بھی اس مسئلہ امامت سے ناواقف ہوتے تھے۔ ائمہ اپنی اولاد سے بھی اس مسئلہ کو پوشیدہ رکھتے تھے حتیٰ کہ جب کوئی امام زادے اس مسئلہ کو سنتے تھے تو بہت تعجب کرتے تھے۔

»«روایت نمبر 3»«

أصول کافی صفحہ ۱۰۰ میں ایک طویل روایت ہے کہ حضرت امام زین العابدین کے فرزند حضرت زید شہید سے احول نے اس مسئلہ امامت کو بیان کیا تو حضرت زید شہید نے فرمایا کہ اے احول تعجب ہے کہ میرے والد حضرت زین العابدین مجھ سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ جب میں ان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھتا تھا تو لقمے ٹھنڈے کر کے مجھے کھلاتے تھے مگر دوزخ کی آگ کا میرے لئے کچھ خیال نہ کیا کہ دین کی باتیں تجھ کو بتادیں اور مجھے نہ بتائیں۔ اس موقع کا فقرہ یہ ہے کہ

ولم یشفق علی من حر النار، إذا أخبرک بالدين ولم یخبرني به۔<sup>38</sup>

38 الکافی الکلیفی، کتاب الحجۃ، باب الاضطراب الی الحجۃ، صفحہ 101، المطبع العالمی نوکلشور

ترجمہ: یہ شفقت تھی میرے حال پر تو کیا دوزخ میں جانا برداشت کر لیتے کہ جس امر سے تم کو آگاہ کیا مجھے اس کی خبر نہ دی۔

«فائدہ» مسئلہ امامت ایک ایسا راز ہے کہ خدا نے اس کو مخفی رکھا، رسول نے اس کو مخفی رکھا، ائمہ نے اس کو مخفی رکھا لہذا قرآن میں اس کی تصریح کس طرح ہوتی شیعہ اگر اس راز کو طشت از بام نہ کرتے تو آج کسی کو خبر بھی نہ ہوتی۔ مگر بیچارے کیا کرتے مگر اہی کی بیماری نے انہیں بے صبر بنادیا۔ مگر یہاں پر ایک عقدہ لانیٹل<sup>39</sup> یہ ہے کہ آخر مسئلہ امامت میں کیا بات تھی جو اس طرح پردہ راز میں رکھا گیا جتنا بھی غور کیا جائے یہ عقدہ حل نہیں ہو سکتا۔

اگر دشمنوں کے خوف سے یہ مسئلہ چھپایا گیا تو کیا توحید کے دشمن نہ تھے، رسالت کے دشمن نہ تھے بلکہ توحید و رسالت کے دشمن تو بہت زیادہ تھے پھر نہ معلوم فرشتوں سے کیا اندیشہ تھا جو سوائے جبریل کے تمام فرشتوں سے بھی یہ مسئلہ چھپایا گیا اور نبیوں سے کیا خطرہ تھا جو سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی کو بھی مسئلہ نہ بتایا گیا۔ شاید فرشتوں اور نبیوں سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ اس مسئلہ کو سن کر حسد کریں گے اور نہ معلوم اس حسد کے کیا کیا نتائج نکلیں۔ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت پر اعتراض کیا اور حضرت آدم علیہ السلام نے ائمہ کے نام سابق عرش پر دیکھ کر حسد کیا ہی تھا اور اسی حسد کی سزا میں جنت سے نکالے گئے جسے کتب شیعہ میں مصرح ہے۔

### «شیعہ برادری کی طرف داری»

فقیر اویسی شیعوں کا حریف سمجھا جاتا ہے لیکن یہاں ان کی طرف داری کرتا ہے اگر وہ قبول کر لیں تو ”پانچوں انگلیاں گھی میں“ وہ یہ کہ ائمہ کی اطاعت کا حکم جس قرآن میں ہے وہ

یہاں نہیں وہ غار سرمن میں امام مخفی<sup>40</sup> لئے بیٹھا ہے جب آئے گا تو ساتھ لائے گا اور اس قرآن کو ہم نہیں مانتے کیونکہ اس قرآن میں تحریف ہو گئی۔ اصلی قرآن میں امامت کو بڑے اہتمام سے اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے۔ اس میں بارہ ائمہ کا تذکرہ نام بنام ہے ان کے ایسے خیالات فاسدہ کا بار بار بیان ہو چکا ہے۔ اس لئے اسے اب ہم چھوڑتے ہیں لیکن ناظرین سے سوال کرتے ہیں کہ سوچ کر بتائیے کہ افسانہ نگاری اور شیعہ مذہب کی کارگزاری میں کتنا فرق ہے۔

### «سوالات و جوابات»

«سوال» قرآن و سنت ہدایت کے لئے کافی نہیں اس لئے کہ بہت لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن و سنت کے مطالب معلوم کرنے کے لئے کسی بیان کرنے والے کے محتاج ہوں اور وہ غیر معصوم ہو گا تو لا محالہ ان کو غیر معصوم کی اتباع کرنی پڑے گی اور وہی سب خرابیاں لازم آئیں گی جو غیر معصوم کی اتباع میں ہوتی ہیں۔

«جواب» ایسا امر اگر غیر معصوم کا اتباع قرار دیا جائے تو اس سے کسی حال میں مفر نہیں ہو سکتی۔ معصوم کی موجودگی میں یہ کام کرنا پڑتا ہے کیونکہ معصوم کسی ایک مقام میں ہوں گے اس مقام کے بھی سب لوگ ہر بات میں معصوم کی طرف رجوع نہیں کر سکتے اور دوسرے مقامات کے لوگوں کا ذکر کیا تو لا محالہ ان کو کسی غیر معصوم سے معصوم کے احکام معلوم کرنا پڑیں گے خواہ وہ معصوم کا نائب ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت علی رَضِيَ اللہ عَنْہُ کو خلافت بھی حاصل ہوئی پھر بھی وہ کوئی ایسا انتظام نہ کر سکے کہ ہر معاملہ میں لوگ ان سے

ہدایت حاصل کر سکتے بلکہ خاص کوفہ میں ان کی طرف سے ایک غیر معصوم قاضی مقرر تھا جو مقدمات کے فیصلے کرتا تھا اور کوفہ سے باہر ان کے نائب تھے جو طرح طرح کی خیانتیں کرتے تھے اور لوگ مجبور تھے کہ انہیں کے احکام پر عمل کریں۔ ائمہ کی موجودگی میں اصحابِ ائمہ میں باہم دینی مسائل میں اختلاف ہوتا تھا اور وہ اختلاف نزاع کی اس حد تک پہنچتا تھا کہ باہم ترکِ کلام و سلام کی نوبت آجاتی تھی اور کسی طرح اس کا تصفیہ نہ ہوتا تھا حتیٰ کہ مجتہدین شیعہ کہتے ہیں کہ اصحابِ ائمہ پر واجب نہ تھا کہ ائمہ سے یقین حاصل کریں بلکہ ائمہ کی موجودگی ہی میں غیر معصوم کی اتباع برابر جاری تھی اور اب تو کسی شیعہ کو کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہیں کیونکہ قدرت نے اس طرح ان کے خانہ ساز مسئلہ امامت کو خاک میں ملایا ہے کہ اب بھی کوئی نہ سمجھے تو کس منہ سے خدا کے سامنے جائے گا۔

»جواب 2« شیعہ معترف ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک معصوم کا موجود ہونا ضروری ہے تاکہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں مگر امام حسن عسکری کے بعد جن کی وفات ۲۶۰ ہجری میں ہوئی، آج تک سینکڑوں سال ہوئے کوئی امام معصوم نہیں آیا اور شیعہ غیر معصومین ہی کا اتباع کر رہے ہیں اور روایات ہی پر ان کا بھی عمل ہے۔ اب کوئی کہے کہ غیر معصوم کا اتباع کر کے تم گمراہ ہوئے یا نہیں اور جب روایات ہی پر عمل کرنا ٹھہرا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات نے کیا قصور کیا ہے کہ ان کو چھوڑ کر امام باقر و صادق کی روایات پر عمل کیا جائے اور وہ بھی ان کی روایات نہیں بلکہ شیعہ راویوں کے من گھڑت افسانے ہیں۔

اس کی تفصیل طویل ہے، حضرت علامہ الحاج محمد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”تحفہ جعفریہ“ میں بہت کچھ لکھا ہے۔

## «عقیدہ شیعہ»

امام معصوم تو موجود ہیں مگر وہ نظروں سے پوشیدہ ایک غار کے اندر تشریف رکھتے ہیں لیکن جب ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا اور نہ ان سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے تو ان کا وجود عدم برابر ہے اور پھر اگر ایسا موجود ہونا کافی ہے تو ہمارے نبی کریم ﷺ بھی اپنی قبر اقدس میں موجود ہیں اور ایسی زندگی کے ساتھ اس عالم کی کروڑوں زندگیاں اس پر قربان ہیں۔

«لطیفہ» خدا نے دنیا کا خاتمہ ان بارہویں امام صاحب پر رکھا تھا۔ اس لحاظ سے چوتھی صدی ہجری میں قیامت قائم ہونی ضرور تھی مگر لوگوں کی نافرمانی اور بدکاری کی وجہ سے امام صاحب غائب ہو گئے اور خدا کو ان کی عمر دراز کرنا پڑی اور قیامت کا وقت ٹل گیا۔ اس کا تعلق شیعہ کے عقیدہ بد اسے ہے۔ بد او دیگر شیعہ کے عقائد و مسائل کے لئے فقیر کی تصنیف ”آئینہ مذہب شیعہ“ کا مطالعہ کیجئے۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۵ ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۸۶ء بروز جمعہ مبارک